Regd No. L. 5254

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل ربوہ

خطبہ نمبر ۴۶

یوم جمعہ — ۲ ربیع الثانی ۱۳۷۵ھ

جلد ۴۴/۹ ★ ۱۸ نبوت ۱۳۳۴ ہش ۱۸ نومبر ۱۹۵۵ء ★ نمبر ۲۶۹

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ ۱۷ نومبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ

"آج طبیعت خراب ہے گھبراہٹ اور پاؤں میں درد ہے"

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں ؛

— اخبار احمدیہ —

لاہور ۱۴ نومبر (بذریعہ ڈاک) ناظم صاحب دفتر جماعت احمدیہ لاہور مطلع فرماتے ہیں۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کو ابھی کوئی خاص افاقہ نہیں ہوا۔ گردہ اور بڑی انتڑی میں درد رہتا ہے۔ احباب صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں ؛

— سیدہ ام مظفر احمد صاحبہ سلمہا اللہ تعالیٰ کو کسی قدر افاقہ ہے۔ دو دن سے درد اور گھبراہٹ میں نسبتاً کمی ہے مگر کمزوری بدستور ہے۔ اور بے خوابی بھی رہتی ہے۔ احباب دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو شفائے کامل عطا فرمائے آمین

جنیوا میں چار بڑی طاقتوں کے وزراء خارجہ کی کانفرنس نے اپنی ناکامی کا اعلان کر دیا

مزید گفتگو کا دروازہ کھلا رکھا گیا ہے۔ آئندہ ملاقات کا فیصلہ سفارتی ذرائع سے کیا جائیگا

جنیوا ۱۷ نومبر۔ جنیوا میں چار بڑی طاقتوں کے وزراء خارجہ کی کانفرنس کل یہاں ختم ہوگئی کانفرنس تین ہفتہ تک جاری رہی۔ اب چاروں وزراء خارجہ اپنی اپنی حکومتوں کو مطلع کریں گے کہ کانفرنس کسی فیصلے پر پہنچے بغیر ختم ہوگئی ہے۔ البتہ مزید گفتگو کا دروازہ کھلا رکھا گیا ہے۔ کانفرنس کے آخری اجلاس کے اختتام پر جو مشترکہ اعلان جاری کیا گیا ہے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ

موجودہ کانفرنس کی ناکامی کے بعد اب ہم اپنی اپنی حکومتوں کے سربراہوں کو مشورہ دینگے کہ آئندہ بات چیت کا فیصلہ سفارتی ذرائع سے کیا جائے۔ تاکہ بڑے بڑے مسائل کو حل کرنے کے لئے کسی مزید کانفرنس کا اہتمام کیا جا سکے۔ کانفرنس کے اختتام سے پہلے چار وزرائے خارجہ نے تقریریں کیں مسٹر مولوٹوف نے جو آخری اجلاس کے صدر تھے کہا روس امن برقرار رکھنے کی کوششیں جاری رکھے گا۔ بڑے بڑے مسائل کے متعلق کانفرنس میں جس طریق پر گفتگو ہوئی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان مسائل کو حل کرنے کی راہ میں بڑی بڑی رکاوٹیں ہیں۔

امریکی وزیر خارجہ مسٹر ڈلس نے اپنی تقریر میں کہا معلوم ہوتا ہے کہ روس کے وزیر اعظم مارشل بلگانن نے مسٹر مولوٹوف کو یہ حکم دے کر بھیجا تھا کہ جرمنی کے اتحاد کے مسئلے پر سنجیدگی سے بات چیت نہ کی جائے۔ انہوں نے روس پر الزام لگایا کہ وہ جرمنی میں آزادانہ انتخابات کرانے میں رکاوٹیں ڈال رہا ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ جرمنی کے متحد ہو جانے سے یورپ میں اس کے اپنے اثر و اقتدار پر برا اثر پڑے گا۔ فرانسیسی وزیر خارجہ موسیو پینے نے کہا۔ روس جرمنی کو منقسم دیکھنا چاہتا ہے تاکہ وہ یورپ کی سلامتی کے دفاعی انتظاموں کو درہم برہم کر سکے۔ برطانوی وزیر خارجہ مسٹر میکملن نے کہا۔ مجھے مسٹر ڈلس اور مسٹر پینے کے خیالات سے پورا اتفاق ہے اس میں شک نہیں۔ کہ کانفرنس ناکام ثابت ہوئی ہے۔ اور اگر ہم قدر سے مایوسی کن

الفاظ استعمال کریں۔ تو کہہ سکتے ہیں کہ ہم ایک قدم اور پیچھے ہٹ گئے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا۔ ہمارے حوصلے پست ہوگئے ہیں۔ لیکن ہم ہمت نہیں ہار رہے ہیں۔ کانفرنس کے اختتام کے مابعد مسٹر ڈلس اور موسیو پینے اپنے اپنے ملکوں کو واپس جانے کے لئے روانہ ہو گئے۔ برطانوی وزیر خارجہ مسٹر میکملن آج صبح جنیوا سے لنڈن پہنچ رہے ہیں۔

اسرائیل نے مطلوبہ ہتھیاروں کی فہرست امریکی دفتر خارجہ کو پیش کر دی

"اگر امریکہ نے یہود کو ہتھیار مہیا کئے تو مصر کمیونسٹوں سے مزید ہتھیار حاصل کرنے پر مجبور ہو جائے گا" احمد حسین

واشنگٹن ۱۷ نومبر۔ اسرائیل کے سفیر مقیم واشنگٹن نے کل امریکی دفتر خارجہ کو ان ہتھیاروں کی فہرست پیش کر دی جو اسرائیل امریکہ سے حاصل کرنا چاہتا ہے۔ درخواست موصول ہونے کے بعد امریکی دفتر خارجہ کے افسر نے اخبار نویسوں کو بتایا کہ اس درخواست پر امریکی پالیسی کی روشنی میں غور کیا جائے گا۔ امریکہ میں مصر کے سفیر جناب احمد حسین ابھی کل امریکی دفتر خارجہ میں آگئے۔ اور وہاں امریکی حکام کو متنبہ کیا کہ اگر امریکہ نے اسرائیل کو اسلحہ فراہم کرنے کا فیصلہ کیا تو مصر بھی کمیونسٹ ملکوں سے مزید ہتھیار حاصل کرنے پر مجبور ہو جائے گا ؛

جناب کرنل اے۔ ایس بی شاہ جنہیں حکومت پاکستان نے واپس بلا لیا ہے کل صبح کابل سے یہاں پہنچے اور چند گھنٹے یہاں قیام کرنے کے بعد ایبٹ آباد روانہ ہو گئے ؛

برطانوی تجاویز کے متعلق مشترکہ پالیسی

بیروت ۱۷ نومبر۔ لبنان اور شام نے فیصلہ کیا ہے کہ عرب لیگ کی سیاسی کمیٹی پر زور دیا جائے۔ کہ برطانیہ نے فلسطین کے بارے میں جو نئی تجاویز پیش کی ہیں۔ ان کے متعلق عرب ملکوں کی مشترکہ پالیسی وضع کی جائے ؛

سلطان مراکش واپس وطن پہنچ گئے

رباط ۱۷ نومبر۔ مراکش کے ۴۶ سالہ سلطان سدی محمد بن یوسف دو سال سے زائد عرصہ تک مڈغاسکر میں جلا وطن رہنے کے بعد کل پیرس سے بذریعہ طیارہ یہاں پہنچے۔ آپ کے طیارے کے ساتھ حفاظتی لڑاکا ہوائی جہاز بھی تھے۔ رباط میں ہزاروں مراکش باشندوں نے آپ کا پرجوش خیر مقدم کیا۔

پشاور ۱۷ نومبر۔ افغانستان میں پاکستان کے [illegible]

اسلحہ حاصل کرنے کی یہودی کوششوں کو ناکام بنانے کا فیصلہ

قاہرہ ۱۷ نومبر۔ عرب لیگ کی سیاسی کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ اسرائیل جو دوسرے ملکوں سے اسلحہ حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ ناکہ بندی کے ذریعہ اسے ناکام بنا دیا جائے۔ اور اسلحہ سے لدا ہوا کوئی جہاز بھی اسرائیل تک نہ پہنچنے دیا جائے۔ سیاسی کمیٹی نے اپنے اجلاس میں یہ بھی فیصلہ کیا کہ عرب ممالک اپنی دفاعی کارروائیاں جاری رکھیں۔

فلسطین کا مسئلہ طے کرنے کے لئے برطانوی وزیر خارجہ مسٹر ایڈن نے جو نئی تجاویز پیش کی ہیں اجلاس میں ان پر بھی غور کیا گیا۔

ضروری اعلان

مورخہ ۱۶ نومبر کے اخبار الفضل کے آخری صفحہ پر ایک اعلان زیر عنوان "سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا تازہ پیغام جماعتوں کے نام" خاکسار کی طرف سے شائع ہوا ہے وہ پیغام جماعتوں کے نام نہ تھا بلکہ وکیل المال کے نام تھا۔ خاکسار نے اسکو جماعتوں کے نام شائع کرنے میں غلطی کی۔ اس لئے اسے جماعتوں کے نام نہ سمجھا جائے ؛ وکیل المال تحریک جدید

ایڈیٹر روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں طبع کرا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا۔

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۱۸ نومبر ۱۹۵۵ء

معتدل اقتصادی نظام

ابھی زیادہ عرصہ نہیں گذرا کہ روس اور اس کے زیر اثر ممالک نہ صرف آہنی پردہ میں ملفوف تھے۔ بلکہ خود روس کے برسراقتدار افراد یو این او کے اجلاس میں حصہ لینے کے سوا دوسرے ملکوں میں جانا اور دوسرے ملکوں کے سربراہوں کو روس کے علاقہ میں آنے دینا پسند نہیں کرتے تھے۔ جہاں تک آہنی پردہ کا تعلق ہے۔ اگرچہ اب بھی اس میں کوئی ڈھیل کے آثار پیدا نہیں ہوئے۔ لیکن اب اتنا ضرور ہوا ہے۔ کہ روس کی طرف سے بھی بعض دوسرے ملکوں کے لوگوں کو دعوت دی جانے لگی ہے۔ اور خود روسی اکابر بھی باہر نکلنے لگے ہیں۔ چنانچہ روس کے وزیر اعظم مسٹر بلگانن چند دنوں تک کابل اور بھارت تشریف لا رہے ہیں۔ اور شاید برما میں بھی جائیں۔

آج سے چند سال پہلے اس کا خیال بھی نہیں ہو سکتا تھا۔ ظاہر ہے کہ روس جو پہلے سختی سے علیحدگی اور اپنے ملک میں سوا اپنی آئیڈیالوجی کے بالجبر عملدرآمد کے کسی آزادانہ میل جول کی پالیسی کا قائل نہیں تھا۔ دور زمانہ نے اس کو بھی اپنی پالیسی پر نظرثانی کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔

پالیسی کے اس انقلاب کا پس منظر کیا ہے۔ اور کون ایسی پالیسی کی تا روں کو ہلا رہا ہے۔ اس امر کو بین الاقوامی سیاست پر غائر نظر رکھنے والے ہی سمجھ سکتے ہیں۔ لیکن اس بات کو محسوس کرنا اب مشکل نہیں رہا۔ کہ روس نے اپنی علیحدگی کی پالیسی میں کچھ تبدیلی ضرور کرلی ہے۔ اور اگر یہ تبدیلی مکمل ہو گئی۔ تو وہ دن دور نہیں۔ کہ روس اور اس کے زیر اثر ممالک میں بھی آمدورفت اسی طرح کھل جائے گی۔ جس طرح جمہوری ممالک میں اب ہے۔ اگر ایسا ہوا۔ تو یقیناً اس کا اثر روس کی داخلہ پالیسی پر بھی پڑے گا۔ اور یہ امر اب بہت ممکن نظر آنے لگا ہے۔ کہ روس اپنے کلیاتی نظریہ میں بھی تغیر و تبدل کرے۔ اور جو پابندیاں آزادی رائے اور آزادی ضمیر پر اس وقت حکومت نے لگا رکھی ہیں۔ وہ دور ہو جائیں۔ اور ہوتے ہوتے روس بھی دوسرے یورپین ممالک کی طرح ایک خالص جمہوری ملک بن جائے۔

حقیقت یہ ہے۔ کہ جبر و اکراہ سے کسی آئیڈیالوجی کو دیر تک ٹھونسنا خواہ اس کے کتنے ہی ظاہری مادی اور ٹھوس فوائد ہوں غیر فطری ہے۔ اور انسان فطرتاً جبر سے نفرت کرتا ہے۔ یہاں تک کہ مفید سے مفید کام بھی جبر کے زیر اثر کرنے سے انسانی فطرت ابا کر دیتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ روس کو اپنی آہنی پالیسی کے تبدیل کرنے پر مجبور ہونے کے لئے بیرونی اثرات کا بھی بڑا دخل ہے۔ تمام اقوام سے کٹ جانا کئی قسم کے نقصانات کا حامل ہوتا ہے۔ لیکن اس تبدیلی کے لئے یقیناً خود روس کی داخلی مجبوریاں بھی بڑی حد تک ذمہ وار معلوم ہوتی ہیں۔ اور محسوس ہوتا ہے۔ کہ روسی حکومت کے موجودہ ارباب حل و عقد بھی فطرت انسانی کا کسی قدر پاس کرنے لگے ہیں۔

اشتراکیت جبر و اکراہ پر اصولاً ایمان رکھتی ہے۔ کارل مارکس اور انجلز کے اشتراکی منشور میں جبر و اکراہ سے انقلاب لانے کو ضروری قرار دیا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ جو انقلاب جبر و اکراہ سے لایا جائے گا۔ اس کو برقرار رکھنے کے لئے بھی جبر و اکراہ کی ضرورت ہوگی۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ روس کو علیحدگی کی پالیسی اختیار کرنا پڑی۔ اشتراکیت کا بنیادی اصول خالص مادہ پرستی ہے۔ اور وہ عوام کے سامنے جو آئیڈیالوجی پیش کرتی ہے۔ وہ ٹھوس مادی فوائد ہیں۔ اور ایسے ہیں جو انسان کے زبردست مادی جذبات سے تعلق رکھتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ انسان روٹی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ جس کے معنی یہ ہیں۔ کہ انسان کے ساتھ بعض ایسی مادی ضروریات لگی ہوئی ہیں۔ جن کے بغیر انسان مادی زندگی قائم نہیں رکھ سکتا۔ اگر کوئی تحریک ان ضروریات کی کفالت کی پیشکش لیکر اٹھے۔ تو عوام میں اس کا جلد از جلد قبولیت حاصل کرنا مشکل نہیں۔ یہی ہتھیار روس اب تک استعمال کرتا رہا ہے۔ اور غیر ممالک میں اس کا پراپیگنڈا اسی بنیاد پر کامیابی حاصل کر رہا ہے۔ لیکن باوجود جبر و اکراہ کے روس انسانی حیات کے دوسرے پہلوؤں کو خود روسیوں کی فطرت سے بھی نہیں نکال سکا۔ اور اب اس کو بھی محسوس ہونے لگا ہے۔ کہ انسانی حیات محض شکم پروری میں مقید نہیں کی جا سکتی۔

اشتراکیت کو اب تک جو کامیابی ہوئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ یہ جیسا کہ ہم نے اوپر کہا ہے۔ انسان کی مادی حیات کی اولین ضروریات سے تعلق رکھتی ہے۔ خاصکر اس لئے کہ مغربی سرمایہ داری اس تلخی تک پہنچ چکی تھی۔ کہ عوام اس سے سخت بیزار ہو چکے تھے روس کے عوام جو ایک مدت سے زاروں کی حرص و آز کی چکی میں پس رہے تھے۔ اشتراکیت کے بظاہر دلآویز اصولوں سے فوری طور پر متاثر ہو گئے۔ اور انہیں ایسے لیڈر مل گئے۔ جنہوں نے اشتراکیت کو ایک خوش آئند راگ کی صورت میں ان کے سامنے پیش کیا۔ اور وہ انقلاب لانے میں کامیاب ہو گئے۔ مگر آہستہ آہستہ یہ جادو اب ٹوٹنے لگا ہے۔ اور جو فطرت عارضی جوش کے شعلوں میں بھسم ہو رہی تھی۔ آہستہ آہستہ اب پھر ابھرنے لگی ہے۔ اور امید کی جا سکتی ہے۔ کہ روس میں بہت جلد نارمل حالات پیدا ہو جائیں گے۔ اور انسانی ارتقاء میں جو رکاوٹیں اس حادثہ کی وجہ سے پیدا ہو گئی تھیں۔ وہ آہستہ آہستہ دور ہو جائیں گی۔

اشتراکیت کی اس یورش سے جہاں دنیا کو نقصانات پہنچے ہیں۔ وہاں بحیثیت مجموعی کچھ فائدہ بھی حاصل ہوا ہے۔ سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا ہے۔ کہ یورپ جس سرمایہ داری کی رو میں بہا جا رہا تھا۔ اور جو دنیا کو تباہی کی طرف لے جا رہی تھی۔ اس میں اس تضاد سے ایک معتدل تغیر پیدا ہو گیا ہے۔

مغربی سرمایہ داری اور اشتراکیت کے اس تصادم کا نتیجہ یقیناً یہی ہوگا۔ کہ ایک طرف تو مغربی سرمایہ داری کی تلخیاں کم ہو جائیں گی۔ اور دوسری طرف اشتراکیت کی انتہائی مادہ پرستی میں ترمیم ہوگی۔ اور دنیا اس معتدل نظام کے قریب تر آتی جائے گی۔ جو اسلام نے پیش کیا ہے مگر جب تک سرمایہ داری اور اشتراکیت جبر و اکراہ کے طریق عمل کو ترک نہیں کریں گی۔ یہ معتدل تغیر جلد رونما نہیں ہو سکتا۔

روس جبر و اکراہ کی ناکامی کا تجربہ کر چکا ہے، اور اب یہ ممکن ہے۔ جیسا کہ ہم نے کہا ہے۔ اشتراکی نظام آہستہ آہستہ جمہوریت میں تبدیل ہو جائے اور آزادی رائے اور آزادی ضمیر کے اصول روس میں بھی کارفرما ہونے لگیں۔ یقیناً روسی ارباب حل و عقد کے موجودہ رجحانات اس تبدیلی کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ دوسری طرف مغربی سرمایہ داری کا طلسم بھی ٹوٹ چکا ہے۔ یہ ایسا وقت ہے۔ کہ اسلام کے اصولوں کو جس قدر جلد ہو سکے یورپ اور امریکہ میں نمایاں کیا جائے۔ مگر اس کے لئے ایک زوردار تبلیغی مہم کی ضرورت ہے۔

ہم تمام دنیا کے مسلمان اہل علم حضرات سے عموماً اور پاک و ہند کے علمائے عظام سے خصوصاً اپیل کرتے ہیں۔ کہ وہ اندرونی تنازعات کو بھول کر اس اہم ترین فریضہ کی ادائیگی کی طرف سرتاپا متوجہ ہوں۔ اور مغربی دنیا کے اس بحرانی دور سے اسلام کی خاطر فائدہ اٹھانے کی کوشش میں مصروف ہوں کیا ہماری یہ اپیل رائیگاں جائیگی؟

احباب خلوص قلب سے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے لئے دعا فرمائیں

(از مکرم میاں غلام محمد صاحب اختر ناظر اعلیٰ)

جیسا کہ احباب کو پہلے بھی توجہ دلائی جا چکی ہے۔ کہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے متعدد بار فرمایا ہے۔ کہ حضور کی صحت کی بحالی دواؤں پر موقوف نہیں۔ بلکہ اس سے بہت زیادہ مخلصین جماعت کی دعاؤں پر حضور کی صحت کا انحصار ہے۔ اور ایک خطبہ میں حضور نے یہ اظہار فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی منشاء بھی یہی ہے۔ کہ حضور کی صحت دعاؤں پر منحصر ہے۔ اور حضور نے احباب جماعت کو خلوص دل سے دعا کرنے کے لئے تاکید فرمائی ہے۔ میں دوستوں کو اس امر کی یاددہانی کروانا چاہتا ہوں۔ کہ دوست پورے خلوص قلب اور جوش اور گریہ زاری سے دعائیں کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ حضور کو کامل صحت عطا فرمائے۔ تا حضور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ترقی اور اسلام کی کامل اشاعت اور اسے دنیا میں غالب کرنے کی سکیموں کو کما حقہ، مکمل کرنے کی کوشش فرما سکیں۔ اور تا اسلام کے غلبہ کے وعدے جلد از جلد پورے ہوں۔ ایسی دعائیں کی جائیں۔ جو ناممکن کو ممکن میں بدل دیں۔ دعا کرنے والوں کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک شعر نہایت ہی حوصلہ افزا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ حضور اللہ تعالیٰ کو مخاطب کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں۔ ؎

تجھے دنیا میں ہے کس نے پکارا ؛ کہ پھر خالی گیا قسمت کا مارا

اس سے بڑھ کر ہم سب کی خوش قسمتی اور کیا ہے۔ کہ اس تاریکی کے زمانہ میں خدا تعالیٰ نے ہمیں اپنے پیارے فرستادہ کی پہچان کی توفیق عطا فرمائی۔ ہمیں اس کے شکریہ میں ایسی برگزیدہ ہستیوں کی صحت و عافیت کے لئے پورے اخلاص اور توجہ اور الحاح سے دعائیں کرنی چاہئیں۔ اور سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ذات اولین حق رکھتی ہے۔ کہ مخلصین جماعت حضور کی کامل صحت اور درازیٔ عمر کے لئے دعائیں کریں۔

ساتھ ہی احباب جماعت کی توجہ اس طرف بھی مبذول کراتا ہوں۔ کہ ان دنوں حضرت سیدہ ام مظفر احمد سلمہا اللہ تعالیٰ لاہور میں بیمار رہیں۔ ان کی بیماری اس قسم کی ہے۔ کہ کبھی کچھ تخفیف ہو جاتی ہے۔ مگر پھر تکلیف بڑھ جاتی ہے اس وجہ سے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کو بھی تکلیف اور گھبراہٹ رہتی ہے۔ اس لئے احباب سیدہ موصوفہ کی صحت کے لئے بھی خصوصیت سے دعائیں کریں۔ (غلام محمد اختر ناظر اعلیٰ)

خطبہ جمعہ

قرآن کریم اور حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے الہامات دونوں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین قرار دیتے ہیں

جس طرح حضرت مرزا صاحب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خادم اور غلام ہیں اسی طرح آپ کے الہامات قرآن کریم کے تابع اور خادم ہیں

مجھے خواب میں بتایا گیا ہے کہ میری صحت کا دارومدار دواؤں پر نہیں بلکہ دعاؤں پر ہے پس میری صحت کیلئے خصوصیت سے دعائیں کرو

اگر تم اللہ تعالےٰ سے تعلق مضبوط کرلو اور دعاؤں پر زور دو تو وہ آپ تمہارے ساتھ کلام کریگا اور کبھی تمہیں اکیلا نہ چھوڑے گا

از حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۴ر نومبر ۱۹۵۵ء — بمقام ربوہ

— خطبہ نویس :۔ مکرم سلطان احمد صاحب پیر کوٹی واقف زندگی —

(یہ خطبہ صیغہ زود نویسی اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔ حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز اس پر نظر ثانی نہیں فرما سکے۔ خاکسار محمد یعقوب مولوی فاضل)

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیت قرآنیہ کی تلاوت فرمائی۔

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین (سورہ احزاب ع ۵)

اس کے بعد فرمایا:۔

قرآن کریم میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جہاں اور بہت سے نام آئے ہیں وہاں آپ کا ایک نام خاتم النبیین بھی آیا ہے۔ اور گو خاتم النبیین کی مختلف تاویلیں کی جاتی ہیں لیکن

لفظ خاتم النبیین

پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے اور ہم بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو سچے دل سے خاتم النبیین تسلیم کرتے ہیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو یہاں تک لکھا ہے۔ کہ جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو۔ اس کو میں بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ (اشتہار ۲۳ر اکتوبر ۱۸۹۱ء) لیکن پچھلے دنوں جب ہماری جماعت کے خلاف ملک میں شورش پیدا ہوئی۔ تو ہم پر یہ الزام لگایا گیا کہ ہم رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ خاتم النبیین نہیں مانتے۔ ہم نے متواتر اس بات پر زور دیا کہ ہم

قرآن کریم پر ایمان

رکھتے ہیں۔ اور جب قرآن کریم میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین قرار دیا گیا ہے۔ تو ہم آپ کے خاتم النبیین ہونے سے کیسے انکار کر سکتے ہیں۔ اگر یہ بات صرف حدیث میں آتی۔ تو گو ہم حدیثوں پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔ لیکن کہنے والا کہہ سکتا تھا۔ کہ چونکہ یہ بات قرآن کریم میں نہیں آئی۔ اس لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے پر تم یقین نہیں رکھتے لیکن یہ لفظ تو قرآن کریم میں آیا ہے۔ پس جو شخص رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانے گا۔۔ وہ دوسرے الفاظ میں قرآن کریم کو بھی نہیں مانے گا۔ لیکن ہم تو قرآن کریم پر ایمان رکھتے ہیں۔ پھر

یہ کیسے ہو سکتا ہے

کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین نہ کریں۔ لفظ خاتم النبیین کی تشریح میں اختلاف ہو سکتا ہے۔ لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین کرنے میں کوئی اختلاف نہیں ہو سکتا۔ ہر شخص جو قرآن کریم کو مانتا ہے لازماً وہ آپ کو خاتم النبیین بھی مانے گا۔ جب ہماری جماعت کے افراد معترضین کو یہ جواب دیتے تھے۔ تو وہ کہتے تھے۔ کہ تم قرآن کریم کو بھی نہیں مانتے۔ تم تو مرزا صاحب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے الہامات کو قرآن کریم سے افضل سمجھتے ہو۔ حالانکہ

حقیقت یہ ہے

کہ ہم آپ کے الہامات کو قرآن کریم کے تابع سمجھتے ہیں۔ اور انہیں قرآن کریم کا خادم قرار دیتے ہیں جیسے مرزا صاحب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خادم ہیں۔ اسی طرح آپ کے الہامات قرآن کریم کے خادم ہیں۔ انہیں کوئی علیحدہ اور مستقل حیثیت حاصل نہیں چنانچہ آپ نے اپنی کتابوں میں صاف طور پر لکھا ہے کہ "اگر میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا۔ تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے۔ تو پھر بھی میں کبھی یہ شرف مکالمہ و مخاطبہ ہرگز نہ پاتا۔" (تجلیات الٰہیہ ص ۲۵-۲۶)

پس جس طرح یہ بات سچ ہے کہ حضرت مرزا صاحب

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خادم

اور غلام ہیں اسی طرح یہ بات بھی سچ ہے۔ کہ اگر کوئی شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات کو قرآن کریم کا مخالف یا اسے رد کرنے والا سمجھتا ہے تو وہ احمدیت اور اسلام سے خارج ہے۔ بہر حال یہ بات گو انتہائی غیر معقول تھی۔ لیکن کہا جاتا تھا کہ ہم حضرت مرزا صاحب کے الہامات کو نعوذ باللہ قرآن کریم پر مقدم خیال کرتے ہیں اور قرآن کریم کو محض دکھاوے کے طور پر مانتے ہیں۔ حالانکہ اگر ان کا یہ اعتراض سچا ہے۔ تو پھر ہم بیرونی ممالک میں جا کر اسلام کی اشاعت کے لئے کیوں تکالیف اٹھاتے ہیں اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ہم سچے طور پر ایمان نہیں لاتے۔ تو ہم اسلام کو پھیلانے کے لئے دوسرے ممالک میں کیوں جاتے ہیں۔ ہمارا بیرونی ممالک میں اسلام پھیلانا بتاتا ہے کہ ہم اسلام اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر سچا ایمان رکھتے ہیں۔ لیکن بہر حال جب دشمن عداوت میں بڑھ جاتا ہے۔ تو وہ مخالفت میں معقولیت کو نظر انداز کر دیتا ہے۔ انہوں نے ہم پر الزام لگایا کہ ہم قرآن کریم کو نہیں مانتے۔ اور مرزا صاحب کو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے افضل سمجھتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ہم اس قسم کے عقیدہ کو کفر کا موجب سمجھتے ہیں۔ کہ کسی شخص کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے افضل سمجھا جائے۔ یا الہام کو قرآن کریم سے برتر قرار دیا جائے۔ قرآن کریم تو

مضامین کا ایک سمندر ہے

ہماری ساری تمدنی ضرورتیں قرآن کریم سے پوری ہوتی ہیں۔ ہماری ساری معاشی ضرورتیں قرآن کریم سے پوری ہوتی ہیں۔ ہماری ساری عائلی ضرورتیں قرآن کریم سے پوری ہوتی ہیں۔ ہماری ساری عقلی ضرورتیں قرآن کریم سے پوری ہوتی ہیں۔ ہماری ساری سیاسی ضرورتیں قرآن کریم سے پوری ہوتی ہیں۔ ہماری ساری اخلاقی ضرورتیں قرآن کریم سے پوری ہوتی ہیں۔ ہماری ساری روحانی ضرورتیں قرآن کریم سے پوری ہوتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات قرآن کریم کا قائمقام نہیں ہو سکتے۔ اگر کوئی شخص نعوذ باللہ من ذالک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات کو قرآن کریم سے افضل یا اس کو رد کرنے والا مانے۔ تو وہ قرآن کریم کی ان ساری تعلیموں کو آپ کے الہامات سے نہیں نکال سکتا۔ گویا اگر کسی شخص کا فی الواقعہ یہ عقیدہ ہو کہ آپ کے الہامات نعوذ باللہ قرآن کریم کے قائمقام ہیں تو وہ ان ساری برکتوں سے محروم ہو جائے گا جو قرآن کریم سے حاصل ہوتی ہیں۔ آپ کے الہامات

قرآن کریم کی تشریح

تو ہیں۔ اور قرآن کریم کی بعض حصے یا معنے جو ہماری سمجھ میں نہیں آ سکتیں۔ آپ کے الہامات کی روشنی میں سمجھ آ جاتی ہیں۔ لیکن اگر ہم یہ سمجھیں

کہ قرآن کریم کے سارے مضامین ان الہامات سے نکل آئیں گے۔ تو یہ بالکل احمقانہ بات ہوگی قرآن کریم

ایک جامع اور کامل اور تمام الہامی کتب سے افضل کتاب

ہے۔ اور مرزا صاحب کے الہامات قرآن کے خادم ہیں۔ اسلئے قرآن کریم میں تو سارے اخلاقی روحانی۔ عقلی، سیاسی۔ معاشی۔ اقتصادی اور ایمانی مضامین آگئے ہیں۔ لیکن حضرت مرزا صاحب کے الہاموں میں یہ تمام مضامین بیان نہیں کئے گئے کیونکہ آپ کو الہام کرنے والا خدا جانتا تھا۔ کہ یہ تمام مضامین قرآن کریم میں آچکے ہیں۔ اس لئے اب انہیں دہرانے کی ضرورت نہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آپ کے الہامات میں بھی کئی اہم باتیں بیان کی گئی ہیں۔ لیکن وہ قرآن کریم سے زائد نہیں۔ بلکہ اس کی تشریح کے طور پر ہیں۔ پس

اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے

کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات قرآن کریم کے قائمقام ہیں تو وہ ان ساری برکتوں سے محروم ہو جائے گا۔ جو قرآن کریم سے حاصل ہوتی ہیں نہ اس کے پاس سیاسی راہ نمائی رہیگی نہ روحانی راہ نمائی رہے گی۔ نہ عقلی راہ نمائی رہے گی نہ اقتصادی اور معاشی راہ نمائی رہے گی۔ وہ اسی طرح ٹامک ٹوئیے مارتا پھرے گا۔ جیسے قرآن کریم پر ایمان نہ لانے والے لوگ ٹامک ٹوئیے مارتے پھرتے ہیں۔ اور اگر وہ ان راہ نمائیوں کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات سے باہر جائے گا۔ تو وہ آپ ہی اپنے عقیدہ کو چھوڑنے والا ہوگا کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ ہر قسم کی راہ نمائی آپکے الہامات میں پائی جاتی ہے۔ لیکن جب وہ یہ کہے گا کہ میں معاشی راہ نمائی کے لئے قرآن کریم کا محتاج ہوں۔ جب وہ یہ کہے گا کہ میں سیاسی راہ نمائی کے لئے قرآن کریم کا محتاج ہوں جب وہ یہ کہے گا کہ میں روحانی اور عقلی راہ نمائی کے لئے قرآن کریم کا محتاج ہوں جب وہ یہ کہے گا۔ کہ میں تمدنی اور عائلی راہ نمائی کے لئے

قرآن کریم کا محتاج ہوں

تو وہ خود اس بات کا اقرار کرے گا کہ یہ ساری باتیں قرآن کریم میں پائی جاتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات میں نہیں پائی جاتیں۔ پس یہ بات

بالکل غلط ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات کو قرآن کریم پر ترجیح دیتے ہیں۔ ہم جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible] کو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خادم اور غلام سمجھتے ہیں۔ اسی طرح ہم آپ کے الہامات کو بھی قرآن کریم کا خادم یقین کرتے جس طرح خادم اپنے آقا کی چیزوں کی صفائی کرتا ہے۔ اور ان کی نگرانی کرتا ہے اسی طرح قرآن کریم پر مسلمانوں نے اپنی غلط تشریحات کی وجہ سے جو گرد و غبار ڈال دی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات

اس گرد و غبار کو صاف کرتے ہیں

لیکن کیا کوئی غلام اپنے آقا کی چیزوں کو اپنی طرف منسوب کرسکتا ہے یا وہ اپنے آپ کو اس سے افضل قرار دے سکتا ہے۔ اس کا کام تو اپنے آقا کے کپڑوں کو صاف کرنا انہیں سنبھال کر رکھنا جوتے پالش کرنا اور دوسری خدمات بجا لانا ہوتا ہے۔ اسی طرح حضرت مرزا صاحب کے الہاموں کا ایک خادم کی حیثیت میں کام ہے کہ وہ قرآن کریم کے معانی کو محفوظ رکھیں اور وہ گرد و غبار جو قرآن کریم پر پڑ گیا ہے اسے صاف کریں۔ یہ گرد و غبار قرآن کریم کا حصہ نہیں۔ بلکہ لوگوں نے اپنے غلط خیالات کی وجہ سے قرآن کریم کے معانی پر ڈال دیا ہے۔ پس

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات

قرآن کریم کے خادم ہیں اور ان کا کام اس گرد و غبار کو دور کرنا ہے ان کی حیثیت شروع سے ہی قرآن کریم کے خادم کی سی ہے اور آئندہ بھی ہمیشہ ان کی یہی حیثیت رہے گی۔ لیکن چونکہ مخالفین ہم پر یہ الزام لگاتے تھے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات کو قرآن کریم پر ترجیح دیتے ہیں اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں سمجھتے۔ اس

لئے میری توجہ اس طرف پھری کہ میں اس بات کی تحقیق کروں کہ آیا آپ کے الہامات میں بھی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین قرار دیا گیا ہے یا نہیں چنانچہ میں نے تحقیقات کی۔ تو معلوم ہوا کہ

"تذکرہ" میں

تین دفعہ یہ الہام درج ہے۔ کہ

"صلی علی محمد وال محمد سید ولد آدم و خاتم النبیین"۔

(ص ۴۶ و ص ۲۳۴ و ص ۲۶۴)

یعنی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو جو تمام بنی آدم کے سردار اور خاتم النبیین ہیں۔ اب اگر معترضین کا یہ اعتراض درست ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وحی کو قرآن کریم پر ترجیح دیتے ہیں۔ تو اگر ہم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے۔ تو اپنے عمل سے ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جھوٹا قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ ایک طرف تو ہم معترضین کے قول کے مطابق آپ کو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑا اور افضل قرار دیتے ہیں۔ اور دوسری طرف آپ کے الہام کو جھوٹا سمجھتے ہیں اور اگر ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وحی کو قرآن کریم سے افضل قرار نہیں دیتے بلکہ انہیں

قرآن کریم کے خادم کے طور پر

تسلیم کرتے ہیں۔ تو پھر اس بات میں بھی کوئی شک نہیں رہتا۔ کہ ہمارے اپنے عقیدہ کی رو سے بھی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں کیونکہ مرزا صاحب کے الہامات میں بھی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین قرار دیا گیا ہے۔ غور کرو کہ یہ کتنی واضح بات ہے اگر ہم اس بات میں سچے ہیں کہ قرآن کریم اصل ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات اس کے تابع ہیں تو جب

قرآن کریم کہتا ہے

کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں تو ہم آپ کے خاتم النبیین ہونے سے کس طرح انکار کر سکتے ہیں۔ اور اگر ہمارے مخالفین اپنے اس قول میں سچے ہیں کہ ہم قرآن کریم پر حضرت مرزا صاحب کی وحی کو مقدم سمجھتے ہیں۔ تب بھی یہ کس طرح ممکن ہو سکتا ہے۔ کہ ہم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہ مانیں۔ کیونکہ حضرت مرزا صاحب کے الہامات میں آپ کو خاتم النبیین کہا گیا ہے غرض اگر ہم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین نہ کریں۔ تو ہم نہ صرف قرآن کریم کی تکذیب کرتے ہیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات کی بھی تکذیب کرتے ہیں۔ گویا اگر ہم اپنے قول میں سچے ہیں۔ تب بھی ہم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہیں۔ اور اگر معترضین کا اعتراض درست ہے۔ تب بھی ہم آپ کو خاتم النبیین مانتے ہیں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وحی میں بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین قرار دیا گیا ہے۔ اور قرآن کریم میں بھی آپ کو خاتم النبیین قرار دیا گیا ہے۔ غرض چاہے ہم کو سچا قرار دیا جائے۔ یا معترضین کو ان کے قول میں سچا سمجھ لیا جائے

دونوں صورتوں میں

یہ ماننا پڑے گا کہ ہم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہیں ہمارے سچا ہونے کی صورت میں قرآن کریم میں آپکو خاتم النبیین کہا گیا ہے جس سے ہم انکار نہیں کرسکتے۔ اور مخالفین کے سچا ہونے کی صورت میں مرزا صاحب کے الہامات میں بھی آپ کو خاتم النبیین کہا گیا ہے۔ جس سے ہم انکار نہیں کر سکتے۔ پھر دوسرے لوگوں کو تو بھاگنے کی کوئی گنجائش بھی مل سکتی ہے جیسے بہائی بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی ان کا یہ عقیدہ ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی تو نہیں آئے گا۔ ہاں خدا آجائے گا۔ چنانچہ اسی وجہ سے وہ

بہاء اللہ کی الوہیت

کے قائل ہیں۔ لیکن ہم تو کوئی اور راہ اختیار ہی نہیں کر سکتے۔ اگر ہم رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین نہیں کرتے۔ تو ہم

قرآن کریم

کا بھی انکار کرتے ہیں۔ اور حضرت مرزا صاحب کے الہامات کا بھی انکار کرتے ہیں۔

حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ کا مبارک منشاء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ کا مبارک منشاء ہے کہ ہر چھوٹی بڑی جماعت میں ایک لائبریری قائم ہو۔ اگر آپ کی جماعت نے ابھی تک قائم نہیں کی تو اس طرف جلد توجہ دیجئے اور اس لائبریری کا آغاز روزنامہ الفضل جاری کرا کر کیجئے۔

قائمقام مینیجر الفضل ربوہ

پس یہ ثابت شدہ حقیقت ہے۔ کہ کوئی ایماندار احمدی یہ گمان تک نہیں کر سکتا۔ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خاتم النبیین نہیں تھے۔ اگر ہم قرآن کریم کی طرف جاتے ہیں۔ تو اس میں بھی آپ کو خاتم النبیین کہا گیا ہے۔ اور اگر ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات کی طرف جاتے ہیں۔ تو ان میں بھی آپؐ کو خاتم النبیین کہا گیا ہے۔ پھر اگر ہم آپؑ کی تحریروں کو دیکھتے ہیں۔ تو ان میں بھی بار بار آپ کو خاتم النبیین کہا گیا ہے۔ پھر کوئی سچا احمدی آپؐ کے خاتم النبیین ہونے میں کس طرح شبہ کر سکتا ہے۔ جدھر بھی کوئی جائے اسے یہی آواز آئیگی۔ کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ قرآن کریم سے بھی

یہی آواز آتی ہے

کہ آپؐ خاتم النبیین ہیں۔ اور حضرت مرزا صاحب کے الہامات اور تحریروں سے بھی یہی آواز آتی ہے۔ کہ آپؐ خاتم النبیین ہیں۔ پس ایک احمدی کے لئے آپؐ کو خاتم النبیین ماننے کے سوا اور کوئی چارہ ہی نہیں۔ سوائے اس کے کہ وہ خود اپنی قبر کھود کر اپنی روحانی موت کا اعلان کر دے۔ ورنہ اسے اپنی زندگی کے ہر لمحہ میں آپ کو خاتم النبیین ماننا پڑے گا۔ کیونکہ قرآن کریم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات دونوں آپ کو خاتم النبیین قرار دیتے ہیں۔ اور وہ قرآن کریم پر ایمان رکھتے ہوئے بھی آپ کے خاتم النبیین ہونے سے انکار نہیں کر سکتا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات پر ایمان رکھتے ہوئے بھی آپ کے خاتم النبیین ہونے سے انکار نہیں کر سکتا۔

میں اس موقع پر

جماعت کے دوستوں سے

یہ بھی کہنا چاہتا ہوں۔ کہ انہیں ہر وقت ہوشیار رہنا چاہیئے۔ گو معترض ہم پر غلط اعتراض کرتے ہیں۔ کہ ہم رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں سمجھتے۔ ہم قرآن کریم پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور قرآن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خاتم النبیین قرار دیتا ہے۔ ہم حضرت مرزا صاحب کے الہامات کو سچا سمجھتے ہیں۔ اور حضرت مرزا صاحب کے الہامات بھی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خاتم النبیین قرار دیتے ہیں۔ لیکن ممکن ہے۔ پچاس ساٹھ یا سو سال کے بعد کوئی بیوقوف احمدی ایسا پیدا ہو جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس بلند مقام کے بارہ میں کسی وسوسہ میں مبتلا ہو جائے۔ ایسے لوگوں کے وساوس کو دور کرنا بھی

ہماری جماعت کا کام ہے

پس جماعت کے دوستوں کو یہ بات صرف غیر احمدی علماء پر ہی نہیں چھوڑنی چاہیئے۔ کہ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ختم نبوت کو لوگوں کے قلوب میں راسخ کریں۔ بلکہ ہمارے علماء کا بھی فرض ہے۔ کہ وہ اس مسئلہ کو اس طرح بار بار جماعت کے سامنے لائیں کہ تین سال سے لے کر ۱۰۳ سال کی عمر تک کے لوگ سب کے سب اس عقیدہ میں پختہ ہوں۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ تا کہ ایک ہزار سال کے بعد بھی کوئی احمدی اس قسم کے وسوسہ میں مبتلا نہ ہو۔ کہ آپ نعوذ باللہ خاتم النبیین نہیں۔ پس

اس مسئلہ کو جماعت میں راسخ کرو

کیونکہ یہ ہمارے مذہب کی جان ہے۔ میں تمہیں یہ نہیں کہتا۔ کہ تم کسی آیت قرآنیہ کے کوئی نئے معنے نہ کرو۔ تم بے شک اس کے نئے معنے کرو۔ لیکن وہ معنے قرآن اور حدیث اور عقل کے مطابق ہونے چاہئیں۔ مثلاً میں نے یہ ایک عقلی بات بتائی ہے۔ کہ قرآن کریم میں تمام ضروری مضمون آگئے ہیں۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات میں وہ سارے مضامین نہیں۔ اب اگر کوئی کہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات نعوذ باللہ قرآن کریم کے برابر ہیں یا وہ قرآن کریم پر مقدم ہیں۔ تو اس کو قرآن کریم کی ساری تعلیمیں چھوڑنی پڑیں گی۔ اس کی اقتصادی تعلیم بھی اسے چھوڑنی پڑیگی۔ اس کی اخلاقی تعلیم بھی اسے چھوڑنی پڑے گی۔ اس کی سیاسی تعلیم بھی اسے چھوڑنی پڑے گی۔ اس کی عائلی تعلیم بھی اسے چھوڑنی پڑیگی اس کی تمدنی تعلیم بھی اسے چھوڑنی پڑے گی۔ پھر اس میں عبادات کے متعلق جو باتیں بیان ہوئی ہیں۔ روحانیت کے متعلق جو باتیں بیان ہوئی ہیں۔ ورثہ کے متعلق جو باتیں بیان ہوئی ہیں۔ آپس کے لڑائی جھگڑوں کو دور کرنے کے متعلق جو باتیں بیان ہوئی ہیں۔ وہ سب اسے چھوڑنی پڑیں گی۔ اور ان سب کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات سے نکالنا پڑیگا۔ اور یہ یقینی بات ہے۔ کہ وہ ان سب تعلیموں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات سے نہیں نکال سکتا۔ اس کو جھک مار کر آخر قرآن کریم کی طرف ہی جانا پڑیگا۔ کیونکہ یہ ساری باتیں قرآن کریم میں ہی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات میں نہیں۔ آپ کے الہامات قرآن کریم کے خادم ہیں۔ اور اگر خادم کے پاس کوئی چیز نہ ہو۔ تو وہ آقا کے پاس جاتا ہے۔ اور اس سے مانگ کر لے آتا ہے۔ اسی طرح جو چیز حضرت مرزا صاحب کے الہامات میں نہ ہوگی۔ وہ قرآن کریم سے ہم مانگ لیں گے۔ اور اس طرح ہماری ہر ضرورت پوری ہو جائے گی۔ ہم نے تو یہ کبھی دعویٰ ہی نہیں کیا۔ کہ مرزا صاحب کے الہامات اپنی کوئی علیحدہ حیثیت رکھتے ہیں۔

وہ قرآن کریم کے خادم ہیں

اور خادم کے پاس اگر کوئی چیز نہ ہو۔ تو وہ آقا سے مانگ لیا کرتا ہے۔ اس لئے اگر ہمیں کسی چیز کی ضرورت ہوگی۔ تو قرآن کریم سے مانگ لیں گے۔ پھر جس طرح آپ کے الہامات قرآن کریم کے خادم ہیں۔ اسی طرح حضرت مرزا صاحب

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم

ہیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور قرآن کریم کے گھر میں سب کچھ موجود ہے۔ وہاں کسی چیز کی کمی نہیں۔ اس لئے جب بھی ہمیں کوئی تنگی پیش آئے گی۔ جب بھی کوئی ضرورت پیش آئے گی۔ ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دروازے پر جائیں گے۔ اور کہیں گے۔ کہ آپ ہمارے آقا ہیں۔ ہماری پرورش آپ کے ذمہ ہے۔ اس لئے آپ ہی ہماری ضرورت کو پورا فرمائیں۔ اسی طرح جب بھی کسی اہم معاملہ میں ہمیں کسی روشنی کی ضرورت ہوگی۔ ہم قرآن کریم کے پاس جائیں گے۔ اور اس سے روشنی حاصل کریں گے۔

جب آقا موجود ہے

تو ہمیں کوئی فکر نہیں ہو سکتا۔ ہر ضرورت کے وقت ہم اس کے پاس جائیں گے۔ اور جس چیز کی ضرورت ہوگی۔ اس سے مانگ لیں گے۔ ہاں اگر کوئی ایسی بات ہو۔ کہ جس کا گرد و غبار کی وجہ سے صحیح پتہ نہ لگ سکے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات سے اس کا پتہ لگ سکتا ہے۔ میں نے اسی رنگ میں "تذکرہ" کا مطالعہ کیا ہے۔ اور اس سے بہت کچھ فائدہ اٹھایا ہے۔ مثلاً قرآن کریم کی ایک آیت ہے کہ

اولم یر الذین کفروا ان السمٰوٰت والارض کانتا رتقا ففتقنٰھما (انبیاء ع ۳)

اس آیت کے متعلق مفسرین نے بڑی بحثیں کی ہیں۔ لیکن وہ کسی صحیح نتیجہ تک نہیں پہنچ سکے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات میں اس کو حل کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ یہی آیت آپ پر بھی نازل ہوئی۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ اس کے ساتھ "وحی" کا ذکر آتا ہے۔ چنانچہ آپ کا ایک الہام ہے

ان السمٰوٰت والارض کانتا رتقا ففتقنٰھما۔ قل انما انا بشر یوحیٰ الیّ انما الٰھکم الٰہ واحد (تذکرہ صفحہ ۲۳۶)

اس وحی کے لفظ نے آیت کے

معنوں سے پردہ اٹھا دیا

اور بتا دیا کہ ایک زمانہ ایسا آتا ہے۔ جب وحی الٰہی سے دنیا محروم ہو جاتی ہے۔ لیکن پھر اللہ تعالیٰ اس بند دروازہ کو کھول دیتا ہے۔ اور وحی الٰہی کا سلسلہ جاری ہو جاتا ہے۔ گویا "کانتا رتقاً" اور "ففتقنٰھما" کے معنی ہماری سمجھ میں آگئے۔ اس سے پہلے "رتقاً" اور "فتق" کے معنی کسی مفسر پر اس رنگ میں نہیں کھلے۔ وہ اور اور معنے کرتے رہے ہیں۔ لیکن جب خدا تعالیٰ نے یہ آیت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر الہاماً نازل کی تو اس کے معنے واضح ہو گئے۔ اسی طرح اور بیسیوں آیات قرآن کریم کی ایسی ہیں۔ جن کے معنے آسانی سے سمجھ نہیں آتے تھے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات کی وجہ سے ان پر ایسی روشنی پڑی کہ ان کے معنے حل ہو گئے۔ میں نے پہلے بھی کئی دفعہ بتایا ہے۔ کہ قرآن کریم میں حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق جو خلق طیر کا معجزہ بیان کیا گیا ہے۔ اسی میں

کھیئۃ الطیر کے الفاظ

آتے ہیں۔ جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ وہ پرندے کی ہیئت کی مانند خلق کرتے تھے۔ یعنی جس طرح ایک پرندہ اپنے پروں کے نیچے انڈوں کو لے کر بیٹھ جاتا ہے اور انہیں اپنی گرمی پہنچاتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں بچے پیدا ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح حضرت مسیح علیہ السلام بھی لوگوں پر اپنی روحانیت کا ایسا اثر ڈالتے اور ان کی ایسے رنگ میں تربیت کرتے۔ کہ وہ آسمان روحانی کی بلندیوں میں پرواز کرنا شروع کر دیتے۔ اس آیت کے معنے بھی مفسرین کی سمجھ میں نہیں آتے تھے۔ لیکن اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی خدا تعالیٰ نے الہام کیا کہ

"ہزاروں آدمی تیرے پروں کے نیچے ہیں"
(تذکرہ صفحہ ۶۵۰)

اس الہام نے قرآن کریم کی اس آیت کے معنوں کو واضح کر دیا۔ اور بتا دیا کہ مسیحؑ کے متعلق پرندے پیدا کرنے کا جو ذکر آتا ہے۔ اس سے بھی یہی مراد ہے۔ کہ وہ روحانی استعداد رکھنے والوں کو اپنی طرف کھینچ لیتے تھے۔ اور انہیں اپنی صحبت میں رکھتے تھے۔ جس کے نتیجہ میں وہ روحانیت میں ترقی کرنے لگ جاتے۔ پس سینکڑوں الہامات ایسے ہیں۔ جن سے

قرآن کریم کی مشکل آیات

پر روشنی پڑتی ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کے الہامات قرآن کریم کے خادم ہیں۔ جس طرح ایک خادم کا کام ہے کہ وہ اپنے آقا کے کپڑوں وغیرہ سے گرد و غبار صاف کرے۔ بوٹ پالش کرے۔ اور اس کے سامان کی حفاظت کرے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات قرآن کریم کے معانی پر پڑی ہوئی گرد و غبار کو صاف کر کے انہیں لوگوں پر واضح کرتے ہیں۔ اور انہیں ان کی اصل شکل میں ظاہر کرتے ہیں۔ اگر تم انہیں غور سے پڑھو۔ اور پھر

قرآن کریم کی آیات پر تدبر کرو

تو تمہیں سمجھ آجائے گا۔ کہ ان کے ذریعہ قرآن کریم کے بہت سے مشکل مقامات حل ہو جاتے ہیں۔ پس جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خادم اور غلام ہیں۔ اسی طرح آپ کے الہامات بھی

قرآن کریم کے تابع

اور اس کے خادم ہیں۔ انہیں کوئی علیحدہ حیثیت حاصل نہیں۔

دوسری بات

میں جماعت سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ دوست مجھے بار بار لکھتے رہتے ہیں کہ ہمیں قادیان کب ملے گا۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ قادیان تو ہندوستان کا حصہ ہے تم نے ابھی ربوہ کو ہی آباد کرنے کی کیا کوشش کی ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ میرے بار بار توجہ دلانے کے باوجود ابھی تک دوستوں نے ربوہ کو آباد کرنے کی طرف پوری توجہ نہیں کی۔ اس کے آباد کرنے کے لئے ضروری ہے کہ یہاں مختلف انڈسٹریاں جاری ہوں۔ پیشہ ور لوگ یہاں آکر اپنا کام شروع کریں اور

ربوہ کی ترقی اور اس کی آبادی

کا باعث بنیں۔ لیکن ابھی تک یہ کام یہاں جاری نہیں ہوئے۔ جس کی وجہ سے ربوہ کی آبادی ابھی مکمل نہیں ہوئی۔ پس دوستوں کو ربوہ کی آبادی کی طرف خصوصیت کے ساتھ توجہ رکھنی چاہیئے اور یہاں مختلف قسم کی صنعتیں اور انڈسٹریاں جاری کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے تاکہ ربوہ دوسرے شہروں کے اصول پر آباد ہو سکے اور اس کی آبادی ترقی کرتی چلی جائے۔ قادیان چونکہ ہندوستان کا حصہ ہے اس لئے بیرونی ممالک یعنی امریکہ افریقہ اور دوسرے یورپین ممالک کی جماعتوں کا فرض ہے کہ جہاں تک قانون ان کو اجازت دیتا ہو وہ اپنے بجٹ کا کچھ حصہ قادیان کے لوگوں کی امداد کے لئے بھجواتی رہیں۔ بے شک اس کے نتیجہ میں ربوہ کے مرکز کو کسی قدر مشکلات پیش آسکتی ہیں لیکن اگر ہماری جماعت کی تعداد بڑھ جائے اور چندوں میں بھی اضافہ ہو جائے تو باوجود اس کے کہ بیرونی ممالک کی جماعتوں کے بجٹ کا ایک حصہ قادیان میں منتقل ہوتا رہے گا۔ ربوہ خدا تعالیٰ کے فضل سے پھر بھی آباد رہے گا۔ بہرحال ہماری جماعت کے دوستوں کا فرض ہے کہ وہ ربوہ میں مختلف قسم کی صنعتیں اور چھوٹی چھوٹی دستکاریاں جاری کریں تاکہ جس طرح دوسرے شہر اپنے طبعی سامانوں کی وجہ سے آباد ہیں۔ وہی طبعی سامان ربوہ کو بھی میسر آجائیں اور اس کی آبادی ترقی کرتی چلی جائے۔ تمام جماعتوں کا فرض ہے کہ وہ یہ روح اپنے افراد میں پیدا کریں اور خصوصیت کے ساتھ

ربوہ کو آباد کرنے کی طرف توجہ کی جائے

البتہ امریکہ افریقہ یورپ اور دوسرے بیرونی ممالک کی جماعتیں چونکہ پاکستان سے باہر ہیں اور ان پر پاکستان کا قانون نافذ نہیں ہوتا اس لئے ان کا یہ فرض ہے کہ وہ زیادہ زور قادیان کو آباد کرنے پر لگائیں اور اس سے اتر کر ربوہ کی آبادی کی طرف توجہ کریں۔ اگر ذمہ داری کو تقسیم کر دیا جائے تو یہ سارا کام سہولت سے ہو سکتا ہے پھر اگر تم خدا تعالیٰ سے بھی دعائیں کرو تو وہ تمہیں اس کام کے پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے گا۔ تم اپنے ایمانوں کو مضبوط کرو اور اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے ہاتھوں میں دے دو

اور اس سے ہر وقت دعائیں کرتے رہو کہ وہ خود تمہاری حفاظت اور نصرت فرمائے۔ وہ خدا جو آدم علیہ السلام سے لے کر اب تک اپنی قائم کردہ جماعتوں کے لئے غیر معمولی سامان پیدا کرتا چلا آیا ہے وہ اب بھی اس بات پر قادر ہے کہ ہمارے لئے غیر معمولی سامان پیدا کر دے۔ لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ تم ان تمام

صلحاء کے نقش قدم پر چلو

جو آدم علیہ السلام سے لے کر اب تک گزرے ہیں۔ پھر تم دیکھو گے کہ جو کام تم نہیں کر سکو گے وہ خدا تعالیٰ خود کر دے گا۔ مثلاً دیکھ لو تم پاسپورٹ کے بغیر ہندوستان نہیں جا سکتے اور پھر تمہارے پاسپورٹ ایک عرصہ تک تیار بھی نہیں ہوتے۔ اسی طرح تمہیں ویزا لینے میں کئی مشکلات پیش آجاتی ہیں۔ لیکن اگر خدا تعالیٰ ہندوستان جانا چاہے تو اس کے لئے کس پاسپورٹ اور ویزا کی ضرورت ہے وہ اگر ہندوستان کے ہندوؤں اور سکھوں کے دلوں پر اترے اور وہ مسلمان ہو جائیں تو پھر تمہیں کسی فکر کی ضرورت ہی نہیں وہ لوگ خود قادیان کو آباد کرنے لگ جائیں گے۔ میں نے جماعتوں کو

بارہا اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے

کہ وہ اپنی تعداد کو بڑھانے کی طرف توجہ کریں تاکہ ہماری آمد زیادہ ہو۔ میں نے خلیل احمد ناصر مبلغ امریکہ کو بھی یہ ہدایت دے کر بھجوایا ہے کہ ایسے طریق اختیار کرو کہ امریکہ کی جماعت مضبوط ہو جائے اور اس کا چندہ بڑھ جائے اگر انہیں خدا تعالیٰ توفیق دیدے تو بہت سی مشکلات دور ہو سکتی ہیں ان کی سکیم یہ ہے کہ امریکہ میں بعض احمدی گاؤں بسائے جائیں۔ اگر اس سکیم میں وہ کامیاب ہو جائیں اور چند احمدی گاؤں وہاں آباد ہو جائیں تو ہمارے بجٹ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت زیادتی ہو سکتی ہے۔ لیکن ابتداء میں اس کے لئے انہیں محنت کرنی پڑے گی۔ اس وقت ایک ڈالر کی قیمت پونے چار روپیہ کے قریب ہے اگر

امریکہ کی جماعت کا بجٹ

ایک لاکھ ڈالر سالانہ ہو جائے تو اس کے معنے یہ ہیں کہ ان کا سالانہ بجٹ پانچ لاکھ پاکستانی روپے کے برابر ہو جاتا ہے۔ اور اگر دو لاکھ ڈالر سالانہ بجٹ ہو تو ان کا سالانہ بجٹ دس لاکھ پاکستانی روپیہ کے برابر ہو جاتا ہے اور وہ بڑی آسانی کے ساتھ یورپ اور افریقہ وغیرہ کے مشنوں کو چلا سکتے ہیں بلکہ کچھ روپیہ پھر بھی بچ جاتا ہے جو ربوہ اور قادیان کے لوگوں کی امداد کے لئے وہ بھجوا سکتے ہیں۔ پس دعائیں کرو اور

خدا تعالیٰ پر توکل رکھو

گھبرانے کی کوئی وجہ نہیں۔ اگر تم اپنے ایمانوں کو مضبوط کرو تو خدا تعالیٰ خود یہ سب کام کر دے گا اور وہ تمہیں اکیلا نہیں چھوڑیگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہام ہے کہ

ماکان اللّٰہ لیترک حتّٰی یمیز الخبیث من الطیّب (تذکرہ ص ۲۳۴ و ص ۲۶۴)

یعنی خدا تعالیٰ آپ کو اس وقت تک بے یارو مددگار نہیں چھوڑے گا جب تک کہ وہ نیکی اور بدی میں امتیاز نہ کر دے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کیا کرتا۔ بے شک شیطان جھوٹ بولتا اور وعدہ خلافی کرتا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ جھوٹ نہیں بولتا اور نہ وعدہ خلافی کرتا ہے پس تم اس سے دعائیں کرو اور اپنے تعلق کو پہلے کی نسبت زیادہ مضبوط بناؤ تاکہ وہ تمہاری مدد کے لئے آسمان سے اتر آئے اور تمہاری مشکلات دور ہو جائیں۔

خطبہ ثانیہ کے بعد حضور نے فرمایا:۔

میں

اپنی صحت کے بارہ میں

بھی دوستوں سے چند باتیں کہنا چاہتا ہوں یورپ سے واپس آکر کراچی میں پہلے چند دن تو میری طبیعت سفر کی کوفت کی وجہ سے خراب ہوگئی تھی۔ لیکن پھر وہ کیفیت جاتی رہی اور طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہوگئی یہاں آنے پر میری طبیعت پھر خراب ہونی شروع ہوگئی جس کی وجہ سے خطبہ پڑھنے کے بعد میں بہت تھک جاتا تھا اور طبیعت پر وحشت سی طاری ہو جاتی تھی۔ لیکن اب اس وحشت میں خدا تعالیٰ کے فضل سے کمی ہے اور تھکان بھی کم محسوس ہوتی ہے۔ چنانچہ پچھلے جمعہ کا خطبہ پڑھنے کے بعد میں نے کافی تھکان محسوس کی تھی۔ لیکن آج وہ کیفیت نہیں گو آج بھی میں تھکا ہوں لیکن پچھلے جمعہ جتنا نہیں اور میرا دماغ

پہلے سے زیادہ طاقت

محسوس کرتا ہے۔ میں نے اس ڈر کی وجہ سے کہ کہیں طبیعت پر بوجھ نہ پڑے خطبہ بند کر دیا ہے۔ ورنہ اگر میں چاہتا تو دس پندرہ منٹ اور بھی بول سکتا تھا۔ مجھے خواب میں بتایا گیا ہے کہ

میری صحت کا دارومدار دوستوں کی دعاؤں پر ہے

میں یورپ میں تھا تو میں نے زیورچ میں خواب دیکھا کہ ایک اونچی سی جگہ ہے جہاں اللہ تعالیٰ کے سامنے ہماری ساری جماعت کھڑی ہے اور اس سے رو رو کر دعائیں کر رہی ہے اور میری طرف اشارہ کر کے کہتی ہے کہ خدایا

اس شخص نے تجھے ہمارے اتنا قریب کر دیا تھا کہ

ہم یوں محسوس کرتے تھے

کہ تو آسمان سے اتر کر ہمارے پاس آگیا ہے پھر یہ شخص ہمیں قرآن کریم سناتا اور اس طرح سناتا کہ ہمیں یوں محسوس ہوتا کہ تیری وحی جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے وہ آج ہمارے سامنے نازل ہو رہی ہے پھر یہ شخص ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی باتیں سناتا اور ہمیں یوں معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود اپنی زبان سے ہمیں وہ باتیں سنا رہے ہیں۔ لیکن اے خدا ابھی ہمارے تعلقات تیرے ساتھ پختہ نہیں ہوئے۔ اگر یہ شخص گر گیا۔ تو ہم بالکل بے سہارا ہو کر رہ جائیں گے۔ اور ہمارا براہ راست تجھ سے تعلق پیدا نہیں ہوگا۔ اسلئے اسے خدا ابھی ضرورت ہے۔ کہ اس شخص کو دنیا میں زندہ رکھا جائے۔ تاکہ ہمیں تیرے ساتھ وابستہ رکھے۔ اور تیری باتیں ہمیں سناتا رہے۔ اور ہمیں یوں معلوم ہو کہ وہ باتیں تو خود ہمیں سنا رہا ہے۔

اس رؤیاء میں

جو نظارہ میں نے دیکھا۔ اور جس کرب و اضطراب کے ساتھ میں نے جماعت کے دوستوں کو رونے اور دعائیں کرتے دیکھا۔ اس کی دہشت کی وجہ سے میری طبیعت خراب ہوگئی۔ لیکن چند دن کے بعد کچھ سنبھل گئی۔ اس کے بعد میں نے یورپ سے پاکستان تک کا لمبا سفر کیا۔ جس کی وجہ سے طبیعت نے کوفت محسوس کی۔ لیکن کراچی پہنچ کر طبیعت اچھی ہوگئی اس کے بعد یہاں آکر طبیعت پھر خراب ہوگئی۔ لیکن اب پھر خدا تعالیٰ کے فضل سے صحت میں ترقی محسوس ہو رہی ہے۔ لیکن چونکہ مجھے رؤیا میں بتایا گیا ہے۔ کہ میری صحت کا دارومدار دوستوں کی دعاؤں پر ہے۔ اسلئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ معاملہ دواؤں سے نہیں بلکہ

دعاؤں سے تعلق رکھتا ہے

پس میں جماعت کے دوستوں کو تحریک کرتا ہوں۔ کہ وہ میری صحت کے لئے دعا کریں۔ اگر آپ لوگوں میں سے کوئی شخص یہ سمجھتا ہے۔ کہ میرا وجود اسلام اور احمدیت کے لئے ترقی کا موجب ہے۔ اور اس سے انہیں فائدہ پہنچ رہا ہے تو میرا حق ہے کہ وہ میری صحت کے لئے دعا کرے۔ کیونکہ ایک وجود جو بیکار اور تھکا ہوا ہو سلسلہ کا کیا کام کر سکتا ہے۔ مثلاً آج میری طبیعت اچھی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی مخالف

شدید سے شدید اعتراض بھی اسلام پر کرے تو میں اس کا جواب دے سکتا ہوں۔ لیکن اگر میری طبیعت اچھی نہ ہو۔ تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ ڈاکٹروں سے جب میں نے اس امر کی شکایت کی۔ تو انہوں نے کہا کہ بیماری کی وجہ سے آپ کی حالت ایک بچہ کی سی ہو گئی ہے۔ اب آپ کو نئے سرے سے سب کچھ سیکھنا پڑے گا۔ آپ کو بچے کی طرح چلنا بھی سیکھنا پڑے گا۔ بولنا بھی سیکھنا پڑے گا اور لکھنا بھی سیکھنا پڑے گا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ انسان ہمت سے ہی سیکھ سکتا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ ہمت دے تو میں یہ تمام باتیں نئے سرے سے سیکھ لوں۔ یورپ میں میں کچھ پڑھنے لگ گیا تھا۔ اور کراچی میں تو اخبار کے دو دو صفحے بھی پڑھ لیتا تھا۔ لیکن اب پھر پڑھنے سے گھبراتا ہوں۔ گو

اتنا فرق ضرور ہے

کہ پہلے جو مجھے گھبراہٹ سی ہوتی تھی۔ وہ اب نہیں ہوتی۔ اور میں بیٹھ کر کسی قدر کام کر لیتا ہوں۔ لیکن کسی معاملہ پر لمبا غور نہیں کر سکتا اسی لئے میں نے خطبات لکھنے والے محکمہ سے کہا ہے کہ وہ میرے خطبے اپنی ذمہ داری پر شائع کر دیا کریں۔ کیونکہ مسودات پر نظر ثانی کرنے کی مجھ میں ہمت نہیں۔ جب کچھ طبیعت سنبھل گئی تھی۔ تو میں سمجھتا تھا کہ میں اس سال پہلے سالوں کی طرح جلسہ سالانہ کے موقعہ پر بڑی شان سے تقریر کر سکوں گا۔ لیکن پھر بیماری کی وجہ سے مجھے خیال گذرا۔ کہ شاید میں دس منٹ بھی تقریر نہ کر سکوں۔ اب میری طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً بہتر ہے چنانچہ چند دن پیشتر تو میں چند منٹ بھی بولتا تھا تو تھک جاتا تھا۔ لیکن اب گھنٹہ بھر بھی تقریر کرنا چاہوں تو کر سکتا ہوں۔ یہ تغیر دوستوں کی دعاؤں کا ہی نتیجہ ہے۔ جماعت جب دعاؤں پر زور دیتی ہے۔ تو میری صحت ترقی کرنے لگ جاتی ہے۔ پس اگر جماعت واقعہ میں یہ سمجھتی ہے کہ میرے وجود سے اسلام اور احمدیت کو کوئی فائدہ پہنچ رہا ہے۔ تو وہ

میرے لئے دعائیں کرے

تاکہ خدا تعالیٰ مجھے اس قابل بنا دے کہ میں کام کر سکوں۔ اگر میں کام نہ کر سکوں تو طبیعت میں گھبراہٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر خدا تعالیٰ مجھے کام کرنے کی طاقت دے۔ تو یہ دیکھ کر کہ میں سلسلہ کی خدمت کر رہا ہوں۔ اور وہ میری وجہ سے ترقی کر رہا ہے آپ لوگوں کو بھی خوشی محسوس ہو گی۔ اور مجھے بھی خوشی ہو گی کہ مجھے جو سانس آتا ہے وہ اسلام اور احمدیت کی خدمت میں آ رہا ہے۔ اور مجھے اور تم کو خدا تعالیٰ کے اور قریب کر رہا ہے۔ اس طرح مجھے بھی راحت نصیب ہو گی اور تمہیں بھی راحت نصیب ہو گی۔ اور پھر صرف آج ہی نہیں بلکہ آخرت بھی اس کی مدد اور نصرت ہمیشہ آتی رہے گی پس

تم اس نکتہ پر غور کرو

جو میں نے بیان کیا ہے۔ اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرو۔

قائدین مجالس خدام الاحمدیہ کی خاص توجہ کیلئے

ہر خادم کے لئے فارم رکنیت خدام الاحمدیہ پُر کرنا ضروری ہے چنانچہ اسی سلسلہ میں جملہ مجالس کو ایک عرصہ سے یہ فارم بھجوائے جا چکے ہیں۔ لیکن امسال اس وقت تک صرف حسب ذیل مجالس کی طرف سے پُر شدہ فارم موصول ہوئے ہیں۔

مجلس ربوہ ۳۰ - احمد نگر ۱۲ - چنیوٹ ۲۱ - جہلم ۱۹ - پرکوٹ ثانی ۱۷ -
اکال گڑھ ۶ - چوہڑکانہ ۱۳ - چک ۸ - گکھڑ ۴ - چک جھمرہ ۱۱۷ ۱۱ -
خوشاب ۱۸ - حسن پور ۲ - کوئٹہ ۴ - گھیانہ ۵۱ - ملتان شہر ۷ -
وزیر آباد ۶ - مردان ۹ - سانگلہ ہل ۱۲ - دیپالپور ۱۰ - روہڑی ۴ -
کنری ۴ - نورنگ ۱۰ - مرالیکے جھنڈ ۴ - کرتو ۱۰ - جڑانوالہ ۳ -
چک ۹۹ شمالی ۳ - شہر نوکوٹ ۸ - تہال ۴ چک ونپلاد ۵ -

جملہ قائدین کرام اپنے اپنے حلقہ میں پڑتال کرکے ایسے تمام اراکین سے یہ فارم پُر کروا کے دفتر مرکزیہ میں بھجوا دیں جنہوں نے ابھی تک پُر نہ کئے ہوں۔ کوشش کی جائے کہ کوئی خادم رہ نہ جائے

۲ - شعبہ تجنید کا ریکارڈ باقاعدہ اور مکمل رکھنے کے لئے ایک رجسٹر تیار کیا جائے۔ جس میں تمام اراکین کے اسماء حروف الف ب درج ہوں۔ وقتاً فوقتاً جو نئے اراکین شامل ہوں ان کے نام بھی اس میں درج کئے جائیں اور جو کسی اور مجلس میں چلے جائیں ان کا بھی باقاعدہ ریکارڈ رکھا جائے اور ہر دو صورتوں میں مرکز کو بھی اطلاع دی جائے۔ (۳) جملہ خدام کی اس طور پر حزب وار تنظیم کی جائے کہ کوئی خادم اس سے باہر نہ رہے - اور اس کی ایک کاپی مرکز میں بھجوا دی جائے۔ (مہتمم تجنید مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

جلسہ سالانہ ۱۹۵۵ء اور خدام کا فرض

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر مہمانوں کی خدمت کے لئے رضاکاروں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس سلسلہ میں ۱۹۵۱ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ میں ہدایت فرمائی تھی کہ خدام الاحمدیہ اس مقصد کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں۔ اس موقع پر مجالس نے جس مستعدی کا نمونہ دکھایا تھا وہ ہمارے لئے نہایت خوشکن تھا۔ جلسہ سالانہ بفضلہ تعالیٰ قریب آ رہا ہے اور پہلے سے زیادہ مستعدی۔ ہمت اور ہوشیاری سے کام لینے کی ضرورت ہے۔ لہذا جملہ قائدین مجالس خدام الاحمدیہ کو تاکیدی طور پر ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ اس نہایت اہم کام کے لئے جو ۱۹۵۱ء کے خطبہ جمعہ میں بیان ہو چکا ہے خدام کا انتخاب نہایت دیانت داری سے کریں اور صرف انہی خدام کو لیں جو اس کام کے اہل ہوں۔ مجالس کو علیحدہ بھی بذریعہ خطوط لکھا جا رہا ہے۔ یہ فہرستیں ۱۵ دسمبر ۵۵ء تک دفتر خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ میں پہنچ جانی ضروری ہیں۔ نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

سالانہ اجتماع انصار اللہ

بتاریخ ۱۸-۱۹ نومبر ۵۵ء بروز جمعہ و ہفتہ ربوہ میں منعقد ہو رہا ہے انشاء اللہ۔ زعماء صاحبان انصار اللہ اپنی اپنی مجالس انصار اللہ کے نمائندگان کو مطلع کر دیں کہ وہ انصار اللہ کے اجتماع میں شمولیت کے لئے تیار رہیں۔ انصار اللہ کے سالانہ اجتماع کی کارروائی ۱۸ نومبر بروز جمعہ بوقت ۹ بجے صبح شروع ہو جائے گی۔ انشاء اللہ۔ نمائندگان کا بروقت ربوہ پہنچ جانا ضروری ہے۔ انصار اللہ کے سالانہ اجتماع کا پروگرام جو ۱۳ اکتوبر ۱۹۵۵ء کے اخبار الفضل میں پہلے شائع ہو چکا ہوا ہے حتی الوسع وہی رہے گا۔ صرف حالات پیش آمدہ کی بناء پر تاریخ بجائے ۲۸، ۲۹ اکتوبر کے ۱۸-۱۹ نومبر میں تبدیل کر دی گئی ہے۔ سردی کا موسم ہے نمائندگان موسم کے لحاظ سے بستر ساتھ لیتے آویں۔

نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

مجالس خدام الاحمدیہ کو ضروری اطلاع

خدام الاحمدیہ کا سالانہ اجتماع بتاریخ ۱۸-۱۹-۲۰ نومبر ۵۵ء کو ربوہ میں اپنی سابقہ روایات کے ساتھ منعقد ہو رہا ہے۔ جملہ مجالس خدام الاحمدیہ کو اطلاع دی جاتی ہے کہ وہ پوری تیاری کے ساتھ شامل ہوں۔ جن مقامات پر مجالس کی طرف سے سیلاب زدگان کی امداد کا کام جاری ہے وہاں کی مجالس اپنے کام کو جاری رکھیں۔ اجتماع پر صرف اپنے نمائندے بھجوا دیں کام کو کسی صورت میں بند نہ کریں۔ سردی کا موسم شروع ہو چکا ہے اور ربوہ میں کافی سردی پڑ رہی ہے۔ اس لئے اجتماع میں شامل ہونے والے اراکین اپنے ساتھ سامان بستر ضرور لائیں۔ تا سردی کی وجہ سے انہیں تکلیف نہ اٹھانی پڑے۔ (نائب صدر خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

براہ مہربانی ہمارے مشتہرین سے خط و کتابت کرتے وقت الفضل کا حوالہ ضرور دیا کریں اور ان سے کوئی معاملہ کرتے وقت اپنی ہر طرح تسلی کر لیا کریں۔
(منیجر الفضل)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۳۵۲